بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز
(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مدیر

عبدالقدیر نیاز

بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۶۲ھ مطابق ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۳ء

ماہ اخاء ۱۳۲۲ھش

جلد ۴۲ عدد ۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرون ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اسکے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتّر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستّر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز

اردو

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۲ | ماہِ شوال ۱۳۶۲ ہجری مطابق ماہِ اکتوبر ۱۹۴۳ء | عدد ۱۰

فہرست مضامین

معجزہ	صہ ۳	حافظ قدرت اللہ صاحب ادارۃ المجاہدین قادیان
اسلامی خلافت اور شیعہ کتب	صہ ۱۸	جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدعی کے اپنے اختیار میں ہیں کہ جس وقت چاہے دکھا دے۔ حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے معجزات ہمیشہ خدا تعالےٰ خود جس وقت چاہتا ہے نبی کے ذریعہ سے ظاہر فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر اصلاحانہ رنگ میں موجود ہے۔ کفار کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ۔ پھر ایک دوسری جگہ آیا ہے۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ۚ (انعام) پھر ایک دوسرے مقام پر اور زیادہ مخالفین کے غلط خیالات کی تردید فرمائی ہے۔ فرماتا ہے۔ قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ۚ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (اعراف)

۲۔ دوسرا امر غلط خیالات کے ضمن میں یہ ہے کہ بعض دفعہ لوگ براہ راست کسی نبی کی طرف وہ معجزات اس رنگ میں منسوب کرتے ہیں کہ اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا عالم کائنات کے تصرفات پر بھی قادر ہیں۔ چنانچہ مسیحی صاحبان اسی غلطی کا شکار ہیں۔ اور بالآخر وہ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں لیکن قرآن مجید نے اس غلطی کا تدارک بھی بہت جگہ فرمایا ہے۔ فرماتا ہے۔ مَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ اور اِنَّ اللّٰہَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَۃً۔ وغیرہ۔

معجزہ کی باعتبار خرق عادت چار اقسام

یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ آیات و معجزات کا ظہور صرف تقدیر خاص کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے اور تقدیر عام کے ذریعہ سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ بسا اوقات آیات کا ظہور اس رنگ میں بھی ہوتا ہے کہ چند تقادیر عام غیر معمولی طور پر ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں۔ یا چند تقادیر عام ایک غیر معمولی ترتیب کے ساتھ رونما ہوتی ہیں۔ اور اس غیر معمولی اجتماع یا غیر معمولی ترکیب کے نتیجہ میں ایک رنگ آیت و معجزہ کا پیدا ہو جاتا ہے۔ (سیرت خاتم النبیین) چنانچہ اس لحاظ سے ہم معجزات کو چار حالتوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ کبھی نفس واقعہ خارق عادت ہوتا ہے۔ مثلاً عصا کا سانپ بنجانا۔ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔ انگلیوں سے چشمہ کا ابلنا وغیرہ۔

۲۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ نفس واقعہ خلاف عادت نہیں ہوتا۔ مگر اس کا وقت خاص پر خاص طور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بظاہر ہونا خارق عادت ہوتا ہے۔ مثلاً طوفان، آندھی، زلزلہ۔ پھر تائیداتِ الٰہیہ بھی بعض دفعہ اس قسم میں آجاتی ہیں۔

۳۔ کبھی نفس واقعہ بہ وقتِ ظہور تو عادتِ مستمرہ کے خلاف نہیں ہوتا۔ مگر اس کا طریقِ ظہور خلاف عادت ہوتا ہے۔ مثلاً دعا سے مینہ برسنا، بیمار کا اچھا ہونا، آفتوں کا ٹل جانا۔

۴۔ کبھی پھر واقعہ بھی خرق عادت نہیں ہوتا۔ ظہور کا طریقہ بھی خلاف عادت نہیں ہوتا بلکہ اس کا قبل از وقت علم خارق عادت ہوتا ہے۔ اس قسم میں مثلاً انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں شامل ہوسکتی ہیں۔ یہ قسم بہت وسیع اثر رکھتی ہے۔ اور کسی نبی کی صداقت اس کے وجود کے ہزاروں سال بعد بھی ظاہر ہوسکتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سینکڑوں پیشگوئیاں اسی زمرہ میں شمار ہوسکتی ہیں۔

معجزات بلحاظ مومنین و مکفرین

مومنین کے لحاظ سے معجزہ کی دو اقسام ہیں۔ ایک معجزات جو مومنین کے علم و یقین اور عرفان میں ترقی دیتے ہیں۔ گو ان کا مطالبہ ان سے متعلق نہ ہو۔ لیکن وہ ہوتے ضرور ایسے رنگ میں ہیں، جو عرفان میں زیادتی کا موجب ہو جاتے ہیں۔ مثلاً چاند کا شق ہونا۔ عصا کا سانپ بننا۔ پھر بعض دفعہ ایسے معجزے قوم کے لئے آرام اور فائدے کا سبب بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً سوتا مارنے سے چشمہ کا پھوٹنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے معجزات کو قرآن کریم میں حجت، برہان اور سلطان کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

دوسری قسم کے معجزات کو اس نے تائید اور نصرت الٰہی کہا ہے۔ دوسری قسم کے معجزات طلب اور سوال کے محتاج اور اس کے پابند نہیں ہیں بہرحال نبی کو آخر وقت میں عطا کئے جاتے ہیں عین اس وقت جبکہ بظاہر کوئی سامان تائید حق کا نظر نہیں آتا۔ دفعۃً نصرت الٰہی، گرد و پیش کے واقعات کے خلاف بجلی کی طرح ناامیدوں کے بادل سے چمک اٹھتی ہے کیونکہ خدا کا یہ قطعی وعدہ ہے کہ وہ حق پرستوں کو ہمیشہ آخر کار نصرت عطا کرے گا۔ یہ نصرت ہر جگہ مسلمانوں کو ملی۔ بدر، اُحد، خندق اور حنین جیسی مشکل گھڑیوں میں خدا نے دستگیری فرمائی۔

مکفرین کے لئے بھی نتائج کے لحاظ سے معجزات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک آیت ہدایت کہلاتی ہیں، اور دوسری آیتِ ہلاکت۔ انبیاء پہلے انذار نہیں کرتے، بلکہ تبشیر کے رنگ میں پیش ہوتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں اصلاح کی کوشش کرتے ہیں مگر جب مادۂ فاسدہ کے سوا کفار کی جماعت میں کوئی صلاحیت پذیر عنصر باقی نہیں رہتا، اس وقت آیتِ ہلاکت آسمان کی بجلی، فضا کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آندھی، زمین کا سیلاب، لوہے کی تلوار بن کر رونما ہوتی ہے۔ اور سطح زمین کو ان کے وجود کی نجاست سے پاک کر دیتی ہے۔

معجزہ اور سحر کا فرق

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض دفعہ جس طرح معجزہ سے عجیب و غریب امور صادر ہوتے ہیں۔ سحر، طلسم، شعبدہ یا مسمریزم سے بھی اسی قسم کی باتیں دکھائی جا سکتی ہیں۔ ایسی صورت میں ایک پیغمبر اور شعبدہ باز میں کیا فرق ہوگا؟
بعض دفعہ اس میں امتیاز کرنا عوام کے لئے مشکل کا باعث ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں جو جادو کی حقیقت سے واقف تھے وہ رمز الٰہی کو سمجھ گئے اور انہوں نے حقیقت کو پا لیا۔ معجزہ اور دیگر عجائبات امور میں دو عظیم الشان فرق ہیں:۔

ایک یہ کہ معجزہ براہ راست خدا کا فعل ہوتا ہے۔ اور دوسرے عجائب امور اسباب طبعی و نفسی کے نتائج ہوتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ معجزہ سے مقصود منکرین دعوت الٰہی کی ہلاکت یا تبلیغ رسالت کی تائید اور مومنین صادقین کی حمایت اور برکت ہوتی ہے۔ محض کھیل تماشہ، اور بازی گری اس کا مقصد نہیں ہوتا۔

اور سب سے آخری شے جو ان دونوں کے درمیان حد فاصل بنجاتی ہے، یہ ہے کہ ساحر و بازیگر صرف تماشہ، کرتب اور عجائبات دکھلاتے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ اپنی زندگی کی پاکیزگی، دلوں کی طہارت اور صفائی، شریعت الٰہی کی تبلیغ، انسانوں کے تزکیہ، سیہ کاروں کے قلع قمع کے وہ مدعی نہیں ہوتے۔ اور نہ یہ خواص اور کارنامے ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن انبیاء کی پاک زندگی، نیک اخلاق، مقدس اعمال اور دیگر پیغمبرانہ خصائص و کیفیات خود انکی نبوت کی منادی کرتے رہتے ہیں۔ قدم قدم پر خدا انکی دعوت کی تائید کرتا ہے۔ انکی صدائے حق جماعتوں قوموں اور ملکوں میں روحانی انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ انکی سچائی، راستی اور صداقت پر ان کے سوانح حیات کا حرف حرف گواہ ہوتا ہے۔ ایک ساحر لوہے کو زر خالص کی صورت میں ممکن ہے بدل سکتا ہو۔ لیکن کسی زنگ آلود دل کو جلا نہیں دے سکتا۔

یہ ظاہری اشتباہ اور التباس صرف نبی اور ساحر ہی میں نہیں ہے بلکہ دنیا کی ہر حقیقت اسی طرح اپنے مقابل سے مشتبہ اور ملی جلی ہوتی ہے۔ صبر اور بے حمیتی، توکل اور کاہلی، بخل اور کفایت شعاری، سخاوت اور اسراف، حق گوئی اور گستاخی، شجاعت اور تہور۔ ان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈانڈے باہم اسقدر ملے ہوئے ہیں کہ انسان کی قوتِ ممیزہ کبھی کبھی دھوکہ کھا جاتی ہے۔ لیکن نہیں۔ دونوں کی ظاہری شکل و صورت گو ایک ہو، مگر ان دونوں کے خصائص اور آثار اس درجہ متضادت ہیں کہ فوراً دونوں کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ جب پیغمبر اپنا معجزہ اور جادوگر اپنا کرتب دکھاتے ہیں، تو حقیقت کا پردہ چاک ہونے پر ایک اخلاق کا مجسمہ، پاکیزگی کا فرشتہ، شریعت کا حامل، گنہ گاروں کا طبیب اور قلوب کا معالج ہوتا ہے۔ اور دوسرا محض تماشہ گر یا شعبدہ باز یا مصنوعی حیلہ گر۔ سپاہی اور جرنیل، حرف شناس اور ماہر علوم، ایک مکار اور زاہد میں بھی فرق کرنا شاید مشکل ہو۔ مگر خصائص اور آثار۔ علامات و قرائن کی روشنی میں نور و ظلمت کا الگ الگ نظر آنا بالکل سہل اور آسان ہے۔

گذشتہ انبیاء کے معجزات

معجزات کی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ظہور ہر قوم کے تمدن، معاشرت، علوم و فنون اور مخصوص دماغی حالت کے مطابق ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں سحر کا چرچا تھا۔ اس لئے انکو بعض خاص معجزات اسی قسم سے دیئے گئے۔ حضرت عیسیٰؑ کے عہد میں طب کا نہایت زور تھا۔ اس لئے انکو بہت سے اس قسم کے معجزات دیئے گئے، جن کا طب سے تعلق تھا۔ عرب کو اپنی زباندانی پر ناز تھا۔ اور صرف ناز ہی نہ تھا۔ بلکہ غیر عربی کو عجمی کے لفظ سے تعبیر کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے اس غرور کو قرآن مجید کی اعجاز بیانیوں نے توڑا، بلکہ خاک میں ملا دیا۔ تو گویا حالات کے مطابق ہر زمانہ کے نشانات ہوتے ہیں۔ بہت ابتدائی زمانہ میں چلے جائیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ خدا نے ایسا معجزہ دکھایا۔ جو اس وقت کے لوگوں کے مناسب حال تھا۔ مد مقابل آتش پرست تھے، جو آگ کی پوجا کرتے تھے۔ کیونکہ آگ میں جلانے کی خاصیت ہے، اور اسی پر وہ زندگی کا انحصار تصور کرتے تھے۔ لیکن خدا نے تصرف خاص سے آگ سے وہ صفت چھین لی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ بچا لیا۔

اس کے علاوہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آنا۔ آبِ زمزم کا جاری ہونا۔ مکہ کا مرجع خلائق ہونا۔ آپکی ذریت کا ستاروں کیطرح کثرت سے پھیلنا یہ سارے کے سارے عظیم الشان معجزات کا رنگ رکھتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کا زمانہ آتا ہے وہ اپنی قوم اور فرعون کو معجزات دکھاتے ہیں۔ چنانچہ کلام پاک میں ذکر ہے۔ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۔ پھر غرق فرعون ۔ نجات بنی اسرائیل ۔ عصا کا سانپ بننا ، ید بیضا کا ظاہر ہونا ، سونٹے سے چشمہ کا پھوٹنا ۔ یہ سارے آپ کے معجزات ہیں ۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا زمانہ آتا ہے ۔ وہ اپنی دعا اور خدا کی تائید سے بیماروں کو چنگا کرتے ہیں ۔ لولوں لنگڑوں کو سلامت کرتے ہیں ۔ قریب المرگ انکی دعا سے زندہ ہو جاتے ہیں ۔ اور اسی قسم کے اور بھی معجزات آپ نے دکھائے ۔ مثلاً اپنی دی ہوئی خبر کے مطابق واقعہ صلیب کے بعد زمین کے اندر تین دن رہے ۔ وغیرہ ذلک ۔

ان کے بعد حضرت نبی پاکؐ کا زمانہ آجاتا ہے ۔ آپ کے زمانہ میں اسقدر معجزات ظاہر ہوئے کہ ایک سمندر نظر آتا ہے جس کا دوسرا کنارا غائب ہے ۔ آپ کا ہر قدم اور ہر لمحہ اور ہر حرکت اعجاز کا رنگ رکھتی ہے ۔ (۱) یوم بدر جیسا فرقان کس نبی کو ملا ہوگا ۔ آپ کی تمام جنگوں میں جو معجزانہ تائید خدا کی طرف سے آپ کے شامل حال رہی ، وہ اور کہاں ہمیں مل سکتی ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا ، اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا ۔

دوسرے جناب ممدوحؐ کی دعا سے ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا ۔

تیسرے وہ تصرف اعجازی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لشکر کفار سے محفوظ رکھنے کے لئے بروز ہجرت کیا گیا ۔ پھر بفتح و نصرت واپس آنیکی بشارت دی ۔

ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا ۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرتؐ کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے ۔

از انجملہ ایک یہ کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے ۔ مگر وہ آنحضرتؐ کو نہ دیکھ سکے ۔

از انجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف پکڑنے کے لئے جو قریب پہنچا تو جناب ممدوحؐ کی بددعا سے اس کے گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا ۔ (اس کے بعد جنگ بدر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں) کہ :-

"جناب موصوف کے ایک مٹھی کنکریوں کے چلانے سے مقام بدر میں دشمنوں میں ایک تہلکہ ڈال دیا ۔ اور ان کے لشکر کو شکست فاش ہوئی ۔ ...."

"ایسا ہی اور کئی عجیب طور کے تائیدات اور تصرفات الٰہیہ کا (جو خارق عادت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں) قرآن شریف میں ذکر ہے جن کا ماحصل یہ ہے کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مسکینی اور غریبی اور یتیمی اور تنہائی اور بے کسی کی حالت میں مبعوث کرکے پھر ایک نہایت قلیل عرصہ میں جو ۳۰ برس سے بھی کم تھا ایک عالم پر فتح یاب کیا۔ اور شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہانِ دیار شام و مصر و ممالک مابین دجلہ و فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا۔...... اس حالتِ بے سروسامانی اور پھر ایسی عجیب و غریب فتحوں پر نظر ڈالکر بڑے بڑے دانشمند اور فاضل انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ کہ جس جلدی سے اسلامی سلطنت اور اسلام دنیا میں پھیلا ہے۔ اس کی نظیر صفحہ تواریخ دنیا میں کسی جگہ نہیں پائی جاتی۔ اور ظاہر ہے کہ جس امر کی نظیر نہ پائی جائے۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت بھی کہتے ہیں۔" (سرمہ چشم آریہ)

غرض آپ نے ہر قسم کے معجزات عقلی ہوں یا علمی، مادی ہوں یا روحانی۔ لوگوں کو دکھائے قرآن کریم کا معجزہ اپنے اندر صدہا قسم کی معجزانہ باتیں رکھتا ہے۔ جن کو رشتہ تحریر میں لانا بھی ناممکن العمل بات ہے۔

چاند کا دو ٹکڑے ہونا، انگلیوں سے پانی کا چشمہ بہنا اور اسی قسم کے دیگر بے شمار نشان ہر قدم پر ہمیں نظر آسکتے ہیں۔ اخلاقی معجزات کا میدان بھی اسقدر وسیع ہے کہ جس کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ مثال کے طور پر وہ واقعہ ہی کافی ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ:-

"حضور سید المرسلین صلعم کے اخلاقی معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک درخت کے نیچے سوئے پڑے تھے۔ ناگاہ ایک شور و پکار سے بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں، کہ جنگلی اعرابی تلوار کھینچ کر حضورؐ پر آپڑا ہے۔ اس نے کہا۔ اے محمد! (صلعم) بتا اس وقت میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے پورے اطمینان اور سچی سکینت سے جو حاصل تھی فرمایا کہ اَللّٰہ ...... یہ لفظ ایسے طور سے آپ کے منہ سے نکلا، کہ دل سے نکلا اور دل پر ہی جا کر ٹھیرا۔..... اس پر رعب طاری ہو گیا۔ ہاتھ کانپ گیا اور تلوار گر پڑی۔ حضرت نے وہی تلوار اٹھا کر کہا۔ اب بتلا میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟ پھر جب وہ اعرابی لجاجت اور منتیں کرنے لگا تو آخر آنحضرت صلعم نے اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھلایا۔ اور کہا، جا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے چھوڑ دیا"

حضرت مسیح موعودؑ کے معجزات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات کی دنیا بھی بہت وسیع ہے۔ آپکے ذریعہ مختلف قسم کے علمی، اخلاقی اور عقلی معجزات دکھلائے گئے۔ بروز کے طور پر آپ نے بھی علم کلام کا دعویٰ کیا۔ اور وہ معجزانہ کلام ثابت ہوا طاعون کے متعلق اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ کا الہام معجزانہ رنگ میں پورا ہوا۔ سیالکوٹ میں ایک موقعہ پر جبکہ چھت گرنے والی تھی، معجزانہ رنگ سے خدا نے آپکو بلکہ آپ کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں کو بچایا۔ سلسلہ کی تمام ترقی جو رات دن جاری ہے، یہ بھی معجزانہ کام ہے، جو حیرت انگیز طور پر ہو رہا ہے۔ خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت ہر وقت آپ کے شامل حال ہے۔ مقدماتِ مختلفہ میں خدا نے ہمیشہ آپکو کامیابی دی اور اعجاز دکھایا۔ آپ کے مقابلہ میں منکرین کو مختلف طریقوں سے تباہ و خستہ حال کیا۔ ڈوئی مقابلہ کر کے ذلیل ہوا۔ بعضوں نے مباہلہ کیا اور وہ ناکام ہوئے۔ اور بعض خدا کے بیان کے مطابق ابتر مرے۔ وہ شخص جو باؤلے کتے کا کاٹا ہوا تھا۔ ڈاکٹروں نے اسکو بالکل جواب دیدیا تھا۔ آپکی دعا کی برکت سے شفا پا گیا۔ نادرشاہ کے متعلق خبر کے مطابق واقعات ظہور میں آئے۔ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"۔ آجتک پوری ہو رہی ہے۔ پنڈت دیانند آپکی خبر کے مطابق مرا۔ پنڈت لیکھرام اور عبداللہ آتھم کے وجود آپ کے ہی معجزہ کے مظہر ہیں۔ مخالف حالات اور مقدمات قتل میں وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ بڑی صفائی سے پورا ہوا۔ دلیپ سنگھ والی خبر۔ بنگالہ کی دلجوئی۔ اور شَاتَانِ تُذْبَحَانِ بڑی صفائی سے پوری ہوئیں۔

جلسہ مذاہب لاہور میں۔ جو فرمایا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا مضمون سب سے بالا رہا۔ بڑی شان و شوکت سے پورا ہوا۔ کوئی نہیں۔ جو اس حقیقت سے انکار کر سکے۔

بہت سی اخبار شب و روز آپکو دی جاتی رہیں جو چند گھنٹوں اور دنوں میں پوری ہوتی رہیں۔ براہین احمدیہ کی مقبولیت کے متعلق ۱۵ برس پہلے کی اخبار لفظ بلفظ پوری ہوئیں بہت دفعہ قبل از وقت خبر ملی کہ آج روپے آنے والے ہیں تو خدا نے ویسا ہی سامان کیا، کہ تائید حق کے لئے باہر سے مال آ گیا۔

لالہ ملاوامل مرض دق میں مبتلا ہو گیا۔ صرف آپکی دعا سے اسی ہفتہ اچھا ہو گیا، اور وہ آجتک زندہ ہے۔ رومی سلطنت کے متعلق حسین کامی سفیر کے ذریعہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کے ہاں آپکی دعا سے بچہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ بتایا گیا تھا کہ اس کے جسم پر پھوڑے ہوں گے، ویسا ہی ظہور میں آیا۔

اِنِّيْ مُهِيْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ بھی کمال صفائی سے پورا ہوتا رہا۔ سرسید کی وفات کا وقت بتلایا گیا۔ حضرت محمود ایدہ الودود کی ولادت کی قبل از وقت معین اوصاف کے ساتھ خبر دی گئی۔ جو لفظ بلفظ کمال شوکت کے ساتھ ظہور میں آ رہی ہے۔

آپ کی دوسری شادی بھی معجزہ ہے۔ کیونکہ خدا نے قبل از وقت خبر دی تھی اور کہا تھا کہ اس سے چار لڑکے عطا کئے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ والی پیشگوئی بھی وضاحت سے ظاہر ہوئی۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اپنے والد محترم کی وفات کے متعلق اور پھر اپنی وفات کے متعلق اور اسی طرح دیگر بے شمار الہامات کمال صفائی کے ساتھ خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے۔ جن کی تفصیل کی گنجایش نہیں ۔

نومبر کا پرچہ

اگر آپ کے رسالہ کی چِٹ کے گرد سُرخ نشان لگا ہوا ہے تو سمجھ لیں کہ آپ کا چندہ عرصہ سے ختم ہو چکا ہے اور چندہ وصول کرنے کی غرض سے ریویو کا ماہ نومبر کا پرچہ آپ کے نام یکم نومبر کو وی۔پی ہوگا۔ اگر اس سے قبل ہی آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما سکیں تو آپ کو وی۔پی کے اخراجات کی بچت رہیگی۔ اور اگر آپ کا منشاء وی۔پی وصول کرنے کا نہ ہو۔ تو بھی آپ کا اخلاقی فرض ہے کہ ۱۵ر اکتوبر تک دفتر کو اطلاع دیدیں تاکہ آپ کا وی۔پی روک لیا جائے۔ اور دفتر خواہ مخواہ کی زیر باری سے بچ جائے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز خدا کے فضل و کرم سے گذشتہ چالیس سال سے اسلام و احمدیت کی اہم خدمات کو بجا لا رہا ہے۔ ایسے مجاہد رسالہ کی اعانت کرنا یقیناً خیر و برکت کا موجب ہے۔ کاغذ کی اشد گرانی ایسے آڑے وقت میں اُمید ہے کہ نہ صرف آپ ریویو کا وی۔پی ہی وصول فرمائینگے بلکہ اس کی توسیع اشاعت میں بھی مربیانہ سعی سے کام لیتے ہوئے عنداللہ ماجور ہونگے۔

مینیجر ریویو آف ریلیجنز اردو قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی خلافت

اور

شیعہ کتب

(از جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری)

(۳)

تسلسل کے لئے ملاحظہ ہو ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۴۳ء

دلیل پنجم حضرت علی رضؓ، حضرت عمر رضؓ کی خلافت کو خلافتِ موعودہ یقین کرتے تھے۔ چنانچہ اس کا نہایت روشن ثبوت آپ کا وہ مشورہ ہے۔ جو آپ نے حضرت عمر رضؓ کو جنگ فارس کے وقت دیا۔ اور اس میں بتایا کہ آپ کا بوجہ خلیفہ ہونے کے خود جنگ میں جانا مناسب نہیں۔ بلکہ مرکز میں موجود رہنا ضروری ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهٗ وَلَا خُذْلَانُهٗ لِكَثْرَةٍ وَلَا لِقِلَّةٍ
هُوَ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِيْ اَظْهَرَهٗ وَجُنْدُهُ الَّذِيْ اَعَدَّهٗ وَاَمَدَّهٗ حَتّٰى
بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ طَلَعَ وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُوْدٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ وَاللّٰهُ
مُنْجِزٌ وَعْدَهٗ وَنَاصِرٌ جُنْدَهٗ :"

(ترجمہ) بیشک اس امر (دینِ اسلام) کی نہ نصرت اور نہ اس کی ذلّت کثرت (تعداد) پر (موقوف) ہے نہ قلت پر۔ وہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے ظاہر کیا، اور اس کا لشکر ہے جسے اس نے تیار کیا۔ اور مدد دی یہاں تک کہ وہ پہنچا جہاں پہنچا۔ اور اس نے طلوع کیا جہاں سے اس نے طلوع کیا۔ اور ہم سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور اللہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا اور اپنے لشکر کو مدد دینے والا ہے۔

حضرت علی رضؓ کے مندرجہ بالا کلام سے ظاہر ہے کہ آپ حضرت عمر رضؓ کے زمانہ خلافت کو آیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

استخلاف کا موعودہ زمانہ قرار دیتے، اور یقین رکھتے تھے کہ اس وجہ سے ان کے زمانہ میں ضرور دین کو تمکین ملے گی، اور فتوحات حاصل ہونگی۔ اسی لئے آگے چل کر وہ یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ کو مرکز چھوڑ کر بذاتِ خود فارس میں جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ امام کا مرکز میں ہی رہنا زیادہ ضروری ہے۔

ماسوا اس کے اوپر کے قول میں حضرت علی رضؓ حضرت عمرؓ کے لشکر کو خدائی لشکر قرار دے کر اس کے مظفر و منصور ہونے کی امید دلاتے ہیں۔ مگر اس کے برخلاف شیعہ صاحبان صحابہ کرامؓ کو فاسق اور مرتد قرار دیتے ہیں۔ حضرت علیؓ مندرجہ بالا اقوال کے بعد اپنے مشورہ میں فرماتے ہیں:۔

"وَمَكَانُ الْقَيِّمِ مِنَ الْاِسْلَامِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ فَاِنِ انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَرُبَّ[1] مُتَفَرِّقٍ لَمْ يَجْتَمِعْ وَالْعَرَبُ وَاِنْ كَانُوْا قَلِيْلًا فَهُمْ كَثِيْرُوْنَ بِالْاِسْلَامِ عَزِيْزُوْنَ بِالْاِجْمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَاَصْلِهِمْ دُوْنَكَ نَارَ الْحَرْبِ"۔ الخ (نہج البلاغہ مشہدی ص۹۵ و طہرانی ص۹۲)۔

ترجمہ۔ اور قیم (خلیفہ یا امام) کا مرتبہ اسلام میں بڑے موتی کی طرح ہے (لڑی کے منکوں میں) پس اگر بڑا موتی کٹ جائے (جو لڑی کا نظام قائم رکھتا ہے) تو تمام منکے پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات پراگندہ شے جمع نہیں ہو سکتی۔ اور عرب اگرچہ تھوڑے ہیں مگر وہ بہت ہیں اسلام کی وجہ سے، اور غالب ہیں اجماع کی برکت سے۔ پس آپ چکی کی کیلی کی طرح بنیں۔ اور چکی کو عربوں کے ذریعہ گھمائیں۔ اور انہیں اپنے سوا جنگ کی آگ میں داخل کریں (یعنی خود جنگ میں نہ جائیں۔)

حضرت علی رضؓ کے اوپر کے اقوال سے ظاہر ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کو قیم یعنی خلیفہ اور امام یقین کرتے تھے۔ چنانچہ انکی اصطلاح میں قیم کا لفظ امام کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

---

[1] ایک نسخہ میں ہے۔ ذَهَبَ وَتَفَرَّقَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ کہ وہ موتی پراگندہ اور متفرق ہو جاتے پھر جمع نہیں ہوتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معجزہ

(از حافظ قدرت اللہ صاحب دارالمجاہدین)

روئے زمین پر جب گناہوں کی تاریکی اور بدیوں کی ظلمت ہر طرف سے احاطہ کر لیتی ہے اسوقت نور کی شعاعیں ایک طرف سے نمودار ہوتی ہیں، اور آفتاب ہدایت طلوع ہو کر دنیا کو منور کرنے لگتا ہے۔ باغ عالم میں ضلالت و گمراہی کی خزاں کے بعد بہارِ نبوت رونق افروز ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ اپنی طرف راہ نمائی کے لئے پیغامبر بھیجتا ہے۔ جو اقوام عالم کو دعوت دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انکی تائید میں معجزات ظاہر فرماتا ہے۔ مافوق العادت افعال و اعمال ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ کیونکر ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اس امر سے کہ وہ ہوتے ضرور ہیں انکار نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ تاریخی واقعات اور شواہد ہیں جن کا انکار ناممکن ہے۔ یوں تو پیغمبر کی ساری زندگی ہی معجزہ کا رنگ رکھتی ہے، جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"ایک راستباز کی معجزانہ زندگی زمین و آسمان سے زیادہ تر خدا تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:-

"راستباز کی معجزانہ زندگی واقعی طور پر اور مشاہدہ کے پیرایہ میں خدا تعالیٰ کی ہستی کو دکھلاتی ہے۔" (نصرۃ الحق)

یعنی دیکھنے والوں کے لئے اس کے چشم و ابرو میں، اور سننے والوں کے لئے اس کے لہجہ و آواز میں سمجھنے والوں کے لئے اس کے پیام و دعوت میں اعجاز ہوتا ہے۔ لیکن احساس حقیقت سے ناآشنا لوگوں کو اس سے تسکین نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ مادی اور محسوس نشان کے طلبگار ہوتے ہیں۔

معجزہ کی تعریف

خدا کے برگزیدہ بندوں سے مافوق العادت کیفیات اور اعمال جو صادر ہوتے ہیں، ان کے لئے عام طور پر **معجزہ** کا لفظ بولا جاتا ہے۔ کشف الاصطلاحات میں اسکی یہ تعریف لکھی ہے:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"إِنَّمَا الْأَئِمَّةُ قُوَّامُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ" (نہج البلاغہ طہرانی صفحہ ۹۷)۔
کہ ائمہ خلقت پر اللہ تعالیٰ کے قوام ہیں۔

اس خطبہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ میں پورے دوستانہ روابط و مراسم قائم تھے۔ تبھی تو آپ نے حضرت علیؓ سے ایسے اہم امر کے متعلق مشورہ طلب فرمایا

دلیل ششم

امام حسینؓ کے نزدیک حضرت عمرؓ خلیفہ برحق تھے

حضرت عمرؓ کی خلافت کے برحق ہونے پر یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں ملک ایران فتح ہوا۔ اور شہزادی شہربانو اسیر ہو کر آئیں۔ اور حضرت امام حسینؓ کے نکاح میں داخل ہوئیں اگر حضرت عمرؓ کو حضرت امام حسینؓ غاصب خلافت سمجھتے، تو ان کے زمانہ کی جنگوں کو بھی اسلامی جہاد یقین نہ کرتے ہوئے لوٹ اور ڈاکہ قرار دیتے۔ اور اس صورت میں شہزادی شہربانو کو مالِ غنیمت نہیں، بلکہ لوٹ اور ڈاکہ کا مال قرار دے کر کبھی ان سے نکاح کے لئے آمادہ نہ ہوتے۔ کیا حضرت امام حسینؓ جیسا متقی اور پاکباز انسان ناجائز اور لوٹ کی شے کو لینے کے لئے تیار ہو سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ پس حضرت امام موصوف کا شہزادی شہربانو سے اپنا عقد نکاح منظور کر لینا اس بات پر قوی، روشن اور ناقابل تردید دلیل ہے۔ کہ آپ بھی حضرت عمرؓ کی خلافت کو برحق مانتے تھے۔ اگر شیعوں کو ہمارے اس نتیجہ سے اتفاق نہ ہو، تو پھر انہیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ حضرت امام حسینؓ کا نکاح شہزادی شہربانو سے جائز نہ تھا۔ اور اس سے جو فساد لازم آتا ہے وہ اہل علم اور اہل فکر سے مخفی نہیں۔ حضرت امام حسینؓ کا عقیدہ تو اس سے ظاہر ہوگیا۔ اب امام حسنؓ کا عقیدہ سنیئے:-

امام حسنؓ کا عقیدہ

آپ نے جو عہد نامہ صلح امیر معاویہ سے لکھوایا تھا۔ اس کے پہلے فقرہ میں لکھوایا ہ۔

"درمیان مردم حکم بہ کتاب خدا و سنتِ رسولؐ خدا و سیرت خلفائے شائستہ (راشدین) پر اکبرے" (جلاء العیون مجلسی اردو مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۱۵)

اب یہ خلفائے شائستہ سوائے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے اور کون ہیں؟

دلیل ہفتم

شیعوں کی مستند حدیث کی کتاب فروع کافی میں ابی عمیر الزہری سے ایک طویل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روایت ہے جس کے ضمن میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ جن مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ کے ساتھ جہاد کئے، وہ بھی منجانب اللہ ماذون تھے۔ آپ کے الفاظ ہیں۔ فَقَدْ قَاتَلُوْهُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (فروع کافی جلد ۲ باب مایجب علیہ الجہاد ومن یجب)۔

دلیل ہشتم کے لئے پڑھیں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی دلیل پنجم میں حضرت علیؓ کا جو قول پیش کر چکا ہوں، اس کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کیونکہ اس سے حضرت عمرؓ کی خلافت کا بھی ویسے ہی ثبوت ملتا ہے۔

دلیل نہم | کے طور پر حضرت عمرؓ کا روضہ نبویؐ میں دفن ہو جانا بطور شہادت الٰہیہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کا ثبوت

اب میں مضمون کی گونہ تکمیل کے لئے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے برحق ہونے کے متعلق بھی شیعہ کتب سے ایک دلیل پیش کر دینا چاہتا ہوں۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو مکہ مکرمہ بھیجا، تو اس کے بعد آپ نے صحابہ کرامؓ سے ایک درخت کے نیچے بیعت لی۔ جس کا قرآن مجید میں یوں ذکر ہے:۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (سورہ فتح ع ۳) کہ بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا مومنوں سے جبکہ وہ (اے نبی) تیری بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے۔

حضرت عثمانؓ چونکہ اس بیعت کے وقت مکہ مکرمہ جا چکے تھے۔ اور بظاہر وہ اس رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ والی خدائی تعریف سے باہر نظر آتے تھے۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خدا داد مرتبہ کی بلندی کو ظاہر کرنے کے لئے خود اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر انکی بیعت لی۔ اور اسی موقعہ پر اپنے ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا۔ چنانچہ شیعوں کی حدیث کی معتبر کتاب فروع کافی میں یہ واقعہ یوں درج ہے:۔

"فَلَمَّا انْطَلَقَ عُثْمَانَ وَبَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمُسْلِمِيْنَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى لِعُثْمَانَ وَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ طُوْبٰى لِعُثْمَانَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا كَانَ يَفْعَلُ فَلَمَّا جَاءَ عُثْمَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللهِ أَطُفْتَ بِالْبَيْتِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لَأَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَرَسُوْلُ اللهِ لَمْ يَطُفْ بِهِ۔" (فروع کافی جلد ۲ ص۱۵۱ کتاب الروضہ)

ترجمہ۔ پس جب حضرت عثمان رضؓ چلے گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے بیعت لی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مارا اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر حضرت عثمان رضؓ کے لئے اور کہا مسلمانوں نے کہ خوشی کا مقام ہے عثمان کے لئے کہ اسنے بیت اللہ کا طواف کیا، اور صفا و مروہ کی سعی بھی کرلی، (اور مزید برآں بیعت کی سعادت بھی حاصل کرلی)۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایسا نہیں کرسکتا۔ پس جب حضرت عثمان رضؓ واپس آئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔ کیا تم نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے؟ اس پر حضرت عثمان رضؓ نے کہا، میں بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکتا تھا جس حال میں کہ رسول اللہ صؐ نے طواف نہیں کیا تھا۔

یہی روایت شیعوں کی معتبر تفسیر خلاصہ المنہج الکاشانی میں بھی سورۃ فتح کی تفسیر میں درج ہے۔

شیعوں کی ایک مستند کتاب حیات القلوب میں یہ روایت بروایت شیخ طبرسی یوں لکھی ہے:-

"چوں مشرکان عثمان رضؓ را حبس کردند خبر بہ حضرت رسید کہ او را کشتند حضرت فرمود کہ ازینجا حرکت نہ میکنم تا بایشان قتال کنم و مردم را بسوئے بیعت دعوت نمائم و برخاست و پشت مبارک بدرخت دادہ تکیہ کرد و صحابہ با آنحضرت بیعت کردند کہ با مشرکان جہاد کنند و نہ گریزند بروایت کلینی حضرت یک دست خود را بدست دیگر زد و برائے عثمان بیعت گرفت۔" (حیاۃ القلوب جلد ۳ باب ۲۸۔ صفحہ ۴۰۴ غزوہ حدیبیہ)۔

سبحان اللہ! اس حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان رضؓ کا ہاتھ قرار دے کر ان کے اس بلند مرتبہ پر مہر لگا دی ہے کہ وہ بھی رضی اللہ عنہ کے کامل مصداق ہیں۔ اب حضرت عثمان رضؓ کی خلافت سے انکار شیعوں کو کیسے زیب دے سکتا ہے۔ انکی خلافت سے انکار تو گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے دست مبارک کی خلافت سے انکار کو مستلزم ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماسوا اس کے اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اعتماد بھی ملاحظہ ہو، جو آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آپ سے محبت کے متعلق تھا۔ کہ آپ کو جب مسلمانوں نے کہا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کا طواف کر لیا، اور صفا اور مروہ کی سعی بھی کر لی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عثمان رضی اللہ عنہ ایسا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ یہی بات درست نکلی کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فانی صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کے بغیر بیت اللہ کا طواف نہ کر سکا۔

میں حیران ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں شیعہ اپنی کتب میں ایسی شاندار روایت پڑھ کر کیوں کر ان کی خلافت سے انکار کی جرأت کر سکتے ہیں۔ اور ان پر زبان طعن دراز کر سکتے ہیں؟ حالانکہ خدا تعالیٰ انہیں اپنی رضا مندی کی سند دے چکا ہے۔ چنانچہ علامہ کاشانی اپنی تفسیر خلاصۃ المنہج میں زیر آیت بالا لکھتے ہیں:۔

"بدوزخ نرود یک کس ازاں مومناں کہ در زیر شجرہ بیعت کردند و ایں را بیعت الرضوان نام نہادند بجہت آنکہ حق تعالیٰ در حق ایشاں فرمود لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔"

کہ ان مومنین میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے، کوئی شخص دوزخ میں نہیں جائیگا اور اس بیعت کا نام بیعت الرضوان اس وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ۔

چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان بیعت کنندگان میں داخل فرما دیا ہے۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کے بعد یہ امر قطعی اور یقینی ہو جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انہیں مومنین میں داخل ہیں، جن پر دوزخ کی آگ حرام کی گئی۔ پس ایسے بلند مرتبت انسان پر شیعوں کا زبان طعن دراز کرنا جس کے یقینی جنتی ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر تصدیق ثبت ہے، خود اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیعہ صاحبان کی آنکھیں کھولے، کہ وہ ان حقائق پر غور کریں۔

تقیہ کے متعلق قولِ فیصل

شیعہ صاحبان حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اپنے دیگر ائمہ کرام کے اقوال کو جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں پیش کئے گئے ہیں تقیہ پر محمول قرار دے کر میرے دلائل سے پیچھا چھوڑا لیتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی کوشش کریں گے۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تقیہ پر بھی اختصار سے میں ایک قولِ فیصل پیش کر دوں۔

سو قارئین کرام پر واضح ہو کہ وہ اقوال جو میں نے اپنے اس مضمون میں حضرت علی رضؓ اور امام جعفر صادق رضؓ وغیرہ پیش کئے ہیں وہ ہرگز تقیہ پر محمول قرار نہیں دئے جا سکتے۔ کیونکہ حضرت علی رضؓ کے اکثر اقوال جو میں نے پیش کئے ہیں، ان کے اپنے زمانہ خلافت کے ہیں۔ جبکہ انہیں تقیہ کے لئے کوئی مجبوری نہ تھی۔

حضرت عمر رضؓ کو مشورہ دیتے ہوئے انہوں نے جو کچھ کہا۔ اگر اس وقت وہ تقیہ کی ضرورت سمجھتے تھے، تو انہیں انکی خلافت کو موعودہ قرار دینے کے لئے کونسی مجبوری پیش آگئی تھی؟ شیعہ صاحبان اس کی اپنے عقیدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی معقول وجہ پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حضرت علی رضؓ اگر حضرت عمر رضؓ کو خلیفہ برحق یقین نہ کرتے، تو مشورہ طلب کئے جانے پر نہایت آسانی سے حضرت عمر رضؓ کو مشورہ دے سکتے تھے، کہ آپ کا مرکز سے ہلنا میرے خیال میں مناسب نہیں۔ مگر انکی خلافت کو موعودہ قرار دینے کے لئے انہیں کوئی مجبوری نہ تھی۔

اسی طرح امام جعفر صادق رضؓ کو بھی تقیہ کے لئے کوئی مجبوری نہ تھی۔ ان کا پہلا قول جس میں انہوں نے حضرت ابوبکر رضؓ کو تین دفعہ الصدّیق قرار دیا، اور آپکو صدیق نہ کہنے والے کو دنیا و آخرت میں جھوٹا قرار دیا ہے۔ ایک شیعہ کے جواب میں ہی تھا۔ کیا شیعوں کے سامنے بھی وہ تقیہ کے لئے مجبور تھے؟

پھر یہ بھی تو بتایا جائے، کہ وہ کونسا مخالف تھا جس نے حضرت امام صادق رضؓ کو مجبور کر دیا تھا، جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کو عادل امام قرار دیکر ان کی زندگی اور موت کو حق پر قرار دیتے ہوئے انہیں دعائے خیر سے یاد کیا؟

شیعوں نے کیا بات بنائی ہوئی ہے کہ امام صاحب کی اس قول سے کہ وہ دونوں امام تھے مراد یہ تھی، کہ وہ دونوں دوزخ والوں کے امام ہیں۔ ان کے عادل ہونے سے انکی مراد یہ تھی، کہ وہ حق سے عدول کرنے والے ہیں۔ اور انکی زندگی اور موت کے حق پر ہونے سے انکی مراد یہ تھی کہ گمراہی ان کی حق ہے۔ مگر اگلا فقرہ عَلَيْهِمَا رَحْمَةُ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کہ ان دونوں پر قیامت کے دن اللہ کی رحمت ہو۔ ان معنوں کے صریح مخالف تھا۔ اس لئے اس کے یہ معنے گھڑ لئے گئے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہیں قیامت کے دن ان پر یعنی ان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلاف ہوں گے اور ان سے انتقام لیں گے۔

میں حیران ہوں کہ اس صاف اور واضح روایت کے ایسے نامعقول۔ غلط اور خلافِ محاورۂ زبانِ عربی معنے کرنے کی ان لوگوں کو کیسے جرأت ہوتی ہے۔ اور پھر تعجب یہ ہے کہ امام صادقؑ کی طرف یہ امر منسوب کیا جاتا ہے، کہ انہوں نے دوسرے دن خود اپنے قول کے یہ معنے بتائے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

کیا امام صاحب اپنے جدامجد حضرت علی رضؓ کے ان اقوال کے پیشِ نظر جو انہوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی شان میں اپنے زمانہ خلافت میں کہتے ہیں، کہ ان دونوں کا مرتبہ اسلام میں بہت بلند ہے۔ اور انکی وفات اسلام کے لئے مذہبی اور قومی صدمہ ہے۔ کبھی اپنے اس فقرہ عَلَیْھِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کو خلاف محاورہ زبان یہ الٹے معنے دے سکتے ہیں؟ ایسے معنے تو ان کے علم و تقویٰ پر صریح حملہ کے مترادف ہیں۔

پس شیعہ حضرت علیؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام عمر اور اسی طرح باقی ائمہ کو ایسا تقیہ کنندہ قرار دیکر انکی سخت ہتک کرتے ہیں۔

تقیہ کی صورت میں ہجرت و جہاد فرض ہے

قرآن مجید نے بیشک سخت مجبوری کی حالت میں کلمہ کفر کہدینے کی اجازت دی ہے، مگر اسے کوئی خوبی بھی قرار نہیں دیا۔ بلکہ ازروئے قرآن مجید تو یہ ایسی کمزوری ہے جس کی مغفرت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جبتک کہ اضطراری حالت کے ماتحت ایسے ناجائز کلمات کہنے والا ہجرت کرکے جہاد نہ کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو حَکَم و عَدَل ہیں، ازروئے تعلیم اسلامی یہی فیصلہ مسئلہ خلافت میں درج فرمایا ہے۔ اور مجھے یہ معلوم کرکے ازحد خوشی ہوئی کہ شیعوں کی معتبر تفسیر صافی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسی فیصلہ کی مؤید ہے۔ چنانچہ اس تفسیر میں مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖٓ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ کے بعد کی آیات میں سے ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰھَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّکَ مِنْۢ بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورہ نحل ع ۱۴) کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

"ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا، عُذِّبُوْا فِی اللّٰہِ وَاُکْرِھُوْا عَلَی الْکُفْرِ فَاَعْطُوْا بَعْضَ مَا اُرِیْدَ مِنْھُمْ لِیَسْلِمُوْا مِنْ شَرِّھِمْ کَعَمَّارٍ وَقُرِءَ بِفَتْحِ الْفَاءِ وَالتَّاءِ۔ ثُمَّ جَاھَدُوْا وَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صَبَرُوْا عَلَى الْجِهَادِ مَا اَصَابَهُمْ مِنَ الْمَشَاقِ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِ الْاِفْتِنَانِ وَالْجِهَادِ وَالصَّبْرِ لَغَفُوْرٌ لِمَا فَعَلُوْا مِنْ قَبْلُ۔ رَحِيْمٌ يُنْعِمُ عَلَيْهِمْ مُجَازَاةً عَلٰى مَشَاقِهِمْ ۔"

کہ بیشک تیرا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ فتنہ میں ڈالے گئے، اور اللہ کی راہ میں عذاب دیئے گئے ، اور کفر کے کلمہ پر مجبور کئے گئے۔ پس انہوں نے کفار کی خواہش کے مطابق کفر کا کلمہ کہدیا، تاکہ ان کے شر سے محفوظ رہیں۔ جیسے کہ عمار نے کیا، اور پھر جہاد کیا۔ اور جہاد پر جو تکلیفیں انہیں پہنچیں ان پر صبر کیا۔ تو اس آزمائش اور جہاد اور صبر کے بعد تیرا رب ان کے پہلے فعل کو بخشدے گا۔ کیونکہ وہ رحیم ہے۔ اور ان کے تکلیفیں اٹھانے پر بطور انعام ان کا بدلہ دیتا ہے۔

پس اس آیت کے مطابق جیسا کہ مندرجہ بالا تفسیر میں لکھا گیا ہے۔ اکراہ پر ناجائز کلمہ کہنے کے بعد مومن کے لئے ہجرت اور جہاد ضروری ہے۔ اور اگر وہ اس کے بعد ہجرت و جہاد نہیں کرتا، تو اللہ تعالیٰ اکراہ پر کلمۂ ناجائز کہنے پر بھی اس سے مؤاخذہ کرے گا۔ پس اگر حضرت علیؓ نے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی بیعت اکراہ کے ماتحت کی تھی، اور ایسے اقوال جو انکی تعریف میں کہے ہیں، کسی اکراہ کے ماتحت کہے ہیں۔ تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ ہجرت کرکے خلفائے ثلاثہ کے خلاف جہاد کرتے۔

دیکھئے حضرت علیؓ کے لخت جگر حضرت حسینؓ کے طریق کو کہ انہوں نے جب دیکھا کہ یزید برحق خلیفہ نہیں، تو اس کی بیعت سے صاف انکار کر دیا اور اس کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ اور اپنی جان دیدی، مگر یزید کی بیعت اور مدح سرائی کے لئے تیار نہ ہوئے۔ تقیہ ایسی حالت میں اگر کوئی اچھا فعل ہوتا تو حضرت حسینؓ بھی تو اس پر عمل فرماتے۔ کیا انہیں شیعوں کی مشہور روایت لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا تَقِیَّۃَ لَہٗ یاد نہیں تھی؟ اگر حضرت علیؓ نے ایسا تقیہ اختیار کیا تھا جو شیعہ حضرت علیؓ کی طرف منسوب کرتے ہیں تو حضرت امام حسینؓ ضرور اپنے والد کرم کی سنت پر ہی عمل کرتے۔

پس حق بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ اور تمام مومنین کاملین کو ہمیشہ اس قسم کے تقیہ سے محفوظ رکھا ہے۔ جسے شیعہ حضرت علیؓ کی طرف منسوب کرکے انکی صریح ہتک کرتے ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطاعن صحابہؓ کا اصولی جواب

اب شیعہ صاحبان میرے اس مضمون کا اگر جواب لکھنا چاہیں گے تو انشاء اللہ میرے دلائل کا تو وہ کوئی معقول جواب نہیں دے سکیں گے۔ البتہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ کبارؓ کے متعلق روایات موضوعہ کی بناء پر مطاعن پیش کریں گے۔ لیکن وہ میری ایک بات یاد رکھیں، کہ ہم پران مطاعن کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جو روایت قرآن مجید کے منطوق اور روح کے مخالف ہو ہم اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور یہ وہ عقیدہ ہے جو شیعوں کی اصول کی کتاب میں بھی درست تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ انکی مستند کتاب اصول کافی میں لکھا ہے:-

"كُلُّ حَدِيثٍ لَّا يُوَافِقُ كِتَابَ اللهِ فَهُوَ زُخْرُفٌ. فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللهِ فَخُذُوْهُ. وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللهِ فَدَعُوْهُ" (اصول کافی۔ کتاب العلم باب اختلاف المذہب ص۳۹)۔

کہ ہر حدیث جو نہ موافق ہو اللہ کی کتاب کے، پس وہ بناوٹی ہے۔ پس جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو اسے لے لو، اور جو کتاب اللہ کے مخالف ہو اسے چھوڑ دو۔

پس اس اصول کے ہوتے ہوئے ہم قرآن مجید کی ان آیتوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ جن میں صحابہ کرامؓ کی تعریف کی گئی ہے۔ اور جن میں خدا تعالیٰ نے انہیں رضی اللہ عنہ کے پیارے الفاظ میں انہیں اپنی خوشنودی کی سند دی ہے۔ اور اس کے مقابل میں موضوعہ روایات اور خیالات واہیہ کو کیسے قبول کر سکتے ہیں؟

بدری صحابہؓ مغفور ہیں شیعہ اصحاب ثلاثہؓ کی شان میں تبرا بازی اور سب و شتم سے کام لیکر خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب بزرگوار بدری صحابہؓ ہیں۔ جن کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"لَعَلَّ اللهَ اِطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ وَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَاِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ" (شیعوں کی معتبر تفسیر مجمع البیان زیر آیت لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء (سورۃ ممتحنہ ع۱)

کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر اطلاع پائی۔ اور فرمایا کہ تم عمل کرو جو چاہو۔ کیونکہ میں نے تمہارے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مغفرت فرما دی ہے۔ یعنی اب تم حفاظت کے اس مقام پر پہنچ چکے ہو کہ تم سے کوئی ایسی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی جو قابل مغفرت نہ ہو۔

پس جن لوگوں کی مغفرت کے متعلق خدا تعالیٰ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اطلاع دیدی ہو۔ انکی شان میں زبان طعن دراز کرنا اور انہیں مرتد اور فاسق سمجھنا انتہائی جسارت اور بے باکی اور اپنی جان پر ظلم ہے۔

صحابہؓ کو گالی دینا کفر ہے

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم دیا گیا تھا، کہ ایک فرقِ مسلمانوں میں ایسا پیدا ہوگا جو آپ کے صحابہ کرامؓ کو گالیاں دیگا۔ اسی لئے آپ نے اپنے صحابہ کرامؓ کے متعلق سب وشتم سے منع فرمایا۔ چنانچہ شیعوں کے فخر المحدثین ابن بابویہ کی کتاب جامع الاخبار صہ ۱۲۵ فی السب میں یہ حدیث آتی ہے۔

" قَالَ مَنْ سَبَّنِي فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِي فَقَدْ كَفَرَ وَ فِي خَبَرٍ اٰخَرَ فَاجْلِدُوْهُ "

کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے مجھے گالی دی اس کو قتل کردو۔ اور جس نے میرے صحابہؓ کو گالی دی اس نے کفر کیا۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ اسے کوڑے لگاؤ۔

اسی بناء پر حضرت علیؓ بھی اپنے اتباع کو گالی گلوچ اور سب وشتم سے منع فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

" اِنِّي اَكْرَهُ اَنْ تَكُوْنُوْا سَبَّابِيْنَ۔ " (نہج البلاغہ طہرانی صہ ۱۶۴) ۔

کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ تم گالیاں دینے والے بنو۔

مُردوں کو گالیاں دینا منع ہے

پھر جامع الاخبار کے مندرجہ بالا باب میں ہی ایک اور حدیث بھی آئی ہے کہ :-

" قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا السُّلْطَانَ فَاِنَّهٗ اَمِيْنُ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ وَلَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْاَحْيَاءَ وَلَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا "

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ گالی دو تم سلطان کو، کیونکہ وہ خدا کا امین ہے اسکی زمین میں۔ اور نہ گالی دو مُردوں کو۔ کیونکہ اس سے تم ایذا دو گے۔ دوستوں کو اور نہ برا کہو مُردوں کو۔ کیونکہ انہوں نے پالیا ہے بدلہ اعمال کا جو انہوں نے آگے بھیجے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ مبارک کی رو سے بھی شیعوں کو صحابہ کرامؓ کو جو وفات پا چکے ہوئے ہیں، گالیاں دینے سے باز رہنا واجب ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ محقق شیعہ ہمیشہ سب وشتم اور تبرا بازی کے طریق کو ناپسند کرتے رہے ہیں چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری مذہب شیعہ کی تعریف میں لکھتے ہیں :-

"مفہوم تشیع آنست کہ در ہیچ صحیفہ معلوم نشد لعن در و معتبر نیست میگجند کہ نام خلفائے ثلاثہ مطلقاً بر زبان شیعہ جاری نشود و لعن ایشاں واجب نیست اگر جاہلان شیعہ حکم بوجوب لعن کنند سخن ایشاں معتبر نیست۔" (مجالس المومنین مجلس اول ص۴۸)۔

پس قاضی نور اللہ شوستری اصحاب ثلاثہؓ پر لعن کو واجب قرار دینے والوں کو جاہل شیعہ قرار دیتے ہیں۔

زید بن علیؑ کی جرأت

زید بن علیؓ کی جرأت ملاحظہ ہو کہ انہوں نے اپنے لشکر کا رفض منظور کر لیا، مگر وہ اس بات کے لئے تیار نہ ہوئے، کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ سے تبرا کریں۔ چنانچہ شیعوں کی معتبر کتاب مجمع البحرین ومطلع النیرین مطبوعہ ایران صفحہ ۲۵۲ پر زیر لفظ رفض لکھا ہے :-

"وَفِي الْحَدِيثِ ذِكْرُ الرَّافِضَةِ وَالرَّوَافِضِ وَهُمْ فِرْقَةٌ مِنَ الشِّيعَةِ رَفَضُوا أَيْ تَرَكُوا زَيْدَ بْنَ عَلِيٍّ حِينَ نَهَاهُمْ عَنِ الطَّعْنِ فِي الصَّحَابَةِ فَلَمَّا عَرَفُوا مَقَالَتَهُ وَأَنَّهُ لَا يُبْرِي مِنَ الشَّيْخَيْنِ رَفَضُوا ثُمَّ اسْتُعْمِلَ هٰذَا اللَّقَبُ فِي كُلِّ مَنْ غَلَا فِي هٰذَا الْمَذْهَبِ وَأَجَازَ الطَّعْنَ فِي الصَّحَابَةِ۔"

اور حدیث میں ذکر ہے رافضہ اور روافض کا وہ ایک شیعوں کا فرقہ ہے جس نے رفض کیا یعنی انہوں نے چھوڑ دیا زید بن علی کو، جس وقت زید بن علی نے منع کیا انہیں صحابہؓ کے متعلق طعن کرنے سے۔ پس جب انہوں نے معلوم کی انکی بات کہ وہ صحابہؓ سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتے تو انہوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ پھر استعمال کیا گیا کہ یہ لقب ہر اس شخص کے متعلق جو اس مذہب میں غلو کرے اور جائز رکھے طعن صحابہؓ کے بارے میں۔

پس صحابہ کرامؓ کو گالیاں دینے والے اور ان سے بیزاری کا اظہار کرنے والے شیعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اَلْمُعْجِزَةُ اِسْمُ فَاعِلٍ مِنَ الْاِعْجَازِ وَهُوَ فِي الشَّرْعِ اَمْرٌ خَارِقٌ لِلْعَادَةِ مِنْ تَرْكٍ اَوْ فِعْلٍ مَقْرُوْنٌ بِالتَّحَدِّيْ مَعَ عَدَمِ الْمُعَارَضَةِ۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "نصرۃ الحق" میں بیان فرماتے ہیں :-

"معجزات سے وہ امور خارق عادت مراد ہیں جو باریک اور منصفانہ نظر سے ثابت ہوں۔ اور بجز مؤیدان الٰہی دوسرے لوگ ایسے امور پر قادر نہ ہوسکیں۔ اسی وجہ سے وہ امور خارق عادت کہلاتے ہیں۔"

اصطلاحی نام

معجزہ کی اصطلاح دراصل اتنی زیادہ درست معلوم نہیں ہوتی، اس لئے کہ قرآن مجید اور احادیث میں یہ لفظ استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی جگہ آیت اور برہان کے الفاظ عام طور پر استعمال کئے گئے ہیں۔ چونکہ یہ لفظ معین طور پر مستند کتب میں استعمال نہیں ہوا۔ اس لئے اس لفظ کے مفہوم کے ساتھ بعض زائد لوازمات بھی ذہنی طور پر لاحق ہوگئے ہوئے ہیں، جو حقیقتاً صحیح نہیں۔ چنانچہ معجزہ پر عقلی حیثیت سے جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں ان کا ایک بڑا حصہ خود لفظ معجزہ کے غلط استعمال سے پیدا ہوگیا ہے۔

امکان و عدم امکانِ وقوع

ہمیشہ سے اس قسم کی بحثیں ہوتی چلی آئی ہیں کہ آیا معجزہ کا واقع ہونا ممکن بھی ہے یا نہیں۔ عقل و فہم کا یہ اختلاف ہمیشہ سے دنیا میں قائم تھا، قائم ہے اور قائم رہیگا۔ ایسی بحثوں سے تمام نظریات کا ماحصل صرف اسقدر ہے کہ ان عقل و حواس سے مافوق حقائق کو اپنے دریافت کردہ معلوم و محسوس قواعد کے مطابق بنا سکیں۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جو جانا نہیں جا سکتا اس کو ہم جاننا چاہتے ہیں۔ اور جو سمجھا نہیں جا سکتا اسکو سمجھنا چاہتے ہیں۔ جب ہماری عقل کی لنگ پائی محسوسات کے میدان میں صاف طور پر نظر آتی ہے، تو اس محسوسات کی دنیا سے دور حقیقت کے متعلق ہمارا دعوٰی کہاں تک صحیح تصور کیا جا سکتا ہے۔ پس یہ کہنا کہ چونکہ یہ ہمارے تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف ہیں اس لئے یہ ممکن ہی نہیں، بالکل بے بنیاد حقیقت ہے۔ کیونکہ انسانی معلومات اس کے مجہولات کے مقابلہ میں بہت کم حیثیت رکھتے ہیں۔ اس فضائے کائنات کی بے شمار آبادیوں میں فقط زمین نام ایک آبادی کے چوتھائی خشک حصہ کے صرف بعض اجزائے کائنات تک انکی رسائی ہو سکی ہے۔ اسس مبلغ علم تک اتنا عظیم الشان دعوٰی کہاں تک زیب دے سکتا ہے؟

افراط و تفریط

معجزات کے متعلق اختلاف خیال کی بنیاد اس امر پر مبنی ہے کہ ایک گروہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی درحقیقت اس تحریر کے مطابق رافضی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضؓ اور حضرت زید بن علی رضؓ کی ہدایات کو پس پشت ڈال کر صرف اپنی حرص ہوا اور خیالاتِ واہیہ کے تابع ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں سب و شتم کے اس خطرناک طریق سے بچائے۔ اللّٰھم آمین۔

امام غائب کی حقیقت

اثنا عشری شیعوں کے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو امام آخر الزمان قبول کرنے میں ان کا یہ عقیدہ بھی روک ہے کہ وہ امام مہدی کے پیدا ہو کر ان کے غائب ہو جانے کے قائل ہیں۔ یعنی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی دراصل امام حسن عسکری کے صاحبزادے محمد ہیں۔ جو دو سال کی عمر میں ہی سلطنت کے خوف سے سُرّ من رأی کی غار میں مخفی ہو گئے اب وہ لوگوں کی نظروں سے غائب رہتے ہیں۔ لیکن یوں وہ دیار و امصار میں حاضر رہتے ہیں اور باقاعدہ ان کے ساتھ باڈی گارڈ گھوڑے اونٹ وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی انہیں شناخت نہیں کر سکتا۔ وہ حج کرنے بھی جاتے ہیں۔ لوگ انہیں دیکھتے ہیں، لیکن کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا۔ ان کا خیال ہے کہ یہ کسی وقت اس غیبوبت سے نکل کر دنیا میں ظاہر ہو جائیں گے اور پھر دنیا کو جو ظلم سے پُر ہے، عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ مگر یہ سب انکی خوش عقیدگی کی باتیں ہیں۔ ورنہ شیعوں کے پاس ان باتوں کا ہرگز کوئی ثبوت نہیں۔ اب پہلے میں شیعوں کے اس عقیدہ کے متعلق ضروری حوالجات درج کرتا ہوں:۔

(۱) کتاب کشف الغمہ علی اردبیل نے امام غائب کے متعلق لکھا ہے:۔

"اِنَّہٗ حَیٌّ مَوْجُوْدٌ یَحِلُّ وَیَرْتَحِلُ وَیَطُوْفُ فِی الْاَرْضِ بِبُیُوْتٍ وَخَدَمٍ وَحَشَمٍ وَاِبِلٍ وَخَیْلٍ وَغَیْرِ ذٰلِکَ۔" (بحوالہ غایت المرام مطبوعہ ایران صـ۷۱۳)۔

یعنی امام غائب زندہ موجود ہیں۔ کوچ و مقام کرتے ہیں۔ زمین میں اپنے نوکر چاکر، اونٹ گھوڑوں وغیرہ کے ساتھ پھرتے ہیں۔

(۲) پھر محقق ابن بابویہ لکھتے ہیں:۔

"ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحُجَّۃِ الْقَائِمُ بِاَمْرِ اللّٰہِ صَاحِبُ الزَّمَانِ وَخَلِیْفَۃُ الرَّحْمٰنِ فِیْ اَرْضِہٖ اَلْحَاضِرُ فِی الْاَمْصَارِ وَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اَلْغَائِبُ عَنِ الْاَنْظَارِ" (ارشاد یہ شرح اعتقادیہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۹۹)۔
کہ محمد بن حسن الحجۃ القائم بامر اللہ صاحب الزمان ہیں اور خدا کے خلیفہ ہیں اس کی زمین میں۔ حاضر ہیں شہروں میں، اور غائب ہیں نظروں سے۔

(۳) حج بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"از غیبت کبریٰ نیز در موسمہا حاضر میشود برحالے کہ ہر کس اورا می بیند اما نمی شناسند۔" (صافی صفحہ ۲۰۴ باب ۷۹ باب فی الغیبۃ)

کہ غیبت کبریٰ میں وہ حج کے موسموں میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس طرح پر کہ تمام لوگ انکو دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں۔

امام مہدی اب کیوں غائب ہیں؟

اب تعجب یہ ہے کہ یہ امام غائب بنی امیہ و بنی عباس کے ڈر سے گیارہ سو سال سے غائب ہیں۔ وہ سلطنتیں مٹ گئیں، مگر ابھی تک وہ غائب ہی غائب ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر محمد بن حسن عسکری کا معنوی وجود دنیا میں تھا بھی، تو شیعہ یاد رکھیں کہ اب وہ ایسا غائب ہو چکا ہے کہ پھر اس دنیا میں ظاہر نہیں ہو سکتا۔

امام غائب کے پروگرام کے متعلق موضوعہ روایات

کیونکہ ان کے ظہور کی غرض شیعہ کتب میں یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کے ہاتھ پر بنی امیہ کی تباہی ہوگی۔ چنانچہ تفسیر علی بن ابراہیم القمی میں سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

"فَلَا تَدَعُ دَارًا لِبَنِيْ اُمَيَّةَ اِلَّا اَحْرَقَهَا وَاَهْلَهَا ..... وَذٰلِكَ الْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔"

کہ مہدی علیہ السلام بنی امیہ کے تمام گھروں اور ان کے باشندوں کو جلا ڈالیں گے۔
محمد بن یعقوب کلینی علی بن ابراہیم القمی کے شاگردوں میں سے ہیں، لکھتے ہیں:۔

"اِذَا قَامَ الْقَائِمُ عَلَيْهِ وَبُعِثَ اِلٰى بَنِيْ اُمَيَّةَ بِالشَّامِ هَرَبُوْا اِلَى الرُّوْمِ۔" (فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۲۶)

کہ جب محمد بن قائم ہوگا اور شام کے ملک میں بنی امیہ کی طرف بھیجا جائے گا تو وہ سب روم کی طرف بھاگ جائیں گے۔

پھر تفسیر صافی میں امام غائب سے بنی امیہ و بنی عباس کی دشمنی کے متعلق لکھا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"كَذٰلِكَ بَنُوْ اُمَيَّةَ وَ بَنُوالْعَبَّاسِ لَمَّا اَنْ وَقَفُوْا عَلٰى زَوَالِ مُلْكِ الْاُمَرَاءِ وَالْجَبَابِرَةِ مِنْهُمْ عَلٰى يَدَىِ الْقَائِمِ نَاصَبُوْنَا الْعَدَاوَةَ وَوَضَعُوْا سُيُوْفَهُمْ فِيْ قَتْلِ اَهْلِ الْبَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَبَادَةِ نَسْلِهٖ طَمْعًا مِنْهُمْ فِى الْوُصُوْلِ اِلٰى قَتْلِ الْقَائِمِ" (صافی تفسیر سورہ توبہ زیر آیت يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ)

یعنی اسی طرح بنو امیہ اور بنو عباس نے جب امراء اور جابروں کے ملک کے امام قائم کے ہاتھ سے زوال پانے پر اطلاع پائی تو وہ ہم سے دشمنی کرنے لگے، اور اہل بیت رسول اللہ ؐ کو قتل کرنے لگے۔ اور انکی نسل کو اس حرص سے تباہ کرنے لگے کہ امام قائم کو قتل کر سکیں۔

اب دیکھیئے بنو امیہ اور بنو عباس کی سلطنتیں صدیاں ہوئیں مٹ گئیں۔ مگر کسی امام محمد بن حسن عسکری کے ہاتھ سے نہیں۔ کیا اس سے ظاہر نہیں کہ یہ روایات سب وضعیہ ہیں؟ ورنہ اگر یہ روایات صحیح تھیں، تو کیوں واقعات ان کے مطابق ظہور پذیر نہ ہوئے؟

زمانہ ظہور امام غائب کا انقضاء

پھر محقق ابن بابویہ لکھتے ہیں کہ حدیث نبوی میں سنہ ۷۰۰ ہجری کے واقعات میں آیا ہے، کہ سنہ ۷۰۰ میں قنطاریہ کا ظہور ہوگا۔ اور اس کے زمانہ میں ایک شخص سفیان بن حرب مکہ سے نکلیگا۔ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اس کے خروج کے وقت سے قائم آل محمد کے ظہور تک آٹھ ماہ ہوں گے۔ نہ زیادہ ہوں گے نہ کم۔ ملاحظہ ہوں اصل الفاظ:-

"فِيْ سَبْعِ مِائَةٍ قَنْطَارِيَةٌ ..... وَفِيْ زَمَانِهٖ يَخْرُجُ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ مَكَّةَ يُقَالُ لَهٗ سُفْيَانُ بْنُ حَرْبٍ - وَفِيْ خَبَرٍ اٰخَرَ وَقْتِ خُرُوْجِهٖ اِلٰى ظُهُوْرِ قَائِمِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ثَمَانُ اَشْهُرٍ لَا يَكُوْنُ زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ۔"

پس جب قنطاریہ کے ظہور سے پورے آٹھ ماہ تک بغیر ایک دن کی کمی بیشی کے امام قائم کو ظاہر ہو جانا چاہیئے تھا۔ تو اگر اس کا وجود دنیا میں موجود اور نظروں سے غائب ہوتا تو وہ اپنی اس موعود وقت پر ضرور ظاہر ہو جاتا۔ اب تو چودہویں صدی بھی نصف سے زیادہ گذر گئی۔ مگر وہ قائم آل محمد ظاہر ہوئے ہیں نہیں آیا۔ جس کے شیعہ منتظر ہیں۔ حالانکہ اس کے آنے کا وقت مذکورہ روایت کی رو سے ۷۰۰ سال سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محقق ابن بابویہ نے ایک حدیث لکھی ہے:۔

"لَیْسَ بَیْنَ قَائِمِ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَیْنَ قَتْلِ زَکِیَّۃِ اِلَّا خَمْسَ عَشَرَ لَیْلَۃً۔" (کتاب اکمال الدین باب ۶۱ ذکر علامات خروج القائم)

کہ نفس زکیہ کے قتل اور قائم آل محمد کے ظہور کے درمیان صرف ۱۵ راتوں کا وقفہ ہوگا۔

نفس زکیہ امام حسن بن علی کے پڑپوتے تھے۔ انہوں نے منصور عباسی کے خلاف خروج کیا اور کئی صدیاں گذر گئی ہیں کہ وہ قتل بھی ہو گئے۔ مگر قائم آل محمد ان کے قتل سے ۱۵ راتوں کے بعد ظاہر نہ ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ روایت کا یہ حصہ اور اسی قسم کی اور روایتیں۔ جو محمد بن حسن عسکری کی غیبوبت وظہور کے متعلق ہیں سراسر وضعی ہیں۔

محققین شیعہ کا امام غائب کے وجود سے انکار،

اسی لئے کئی محقق شیعہ بھی اس عقیدہ کو غلط قرار دینے پر مجبور ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ محمد بن حسن عسکری کی ولادت سے ہی منکر ہیں۔ چنانچہ خود آل ابوطالب کی ایک مدنی جماعت اسکی ولادت سے منکر ہے۔ جیسا کہ صافی شرح اصول کافی کتاب الحجہ صفحہ ۲۰۸ پر لکھا ہے:۔

"جمع از آل مدینہ از آل ابوطالب قائل بودند بہ مذہب حق ..... جمع از ایشاں از قائل شدن بفرزند یعنی برگشتند از مذہب امامیہ کہ زمانے خالی از امام معصوم نمی باشد بسبب قائل نہ شدن بوجود فرزند امام حسن عسکری علیہ السلام۔"

اسی طرح شیخ امیر رکن الدین اور ایک جماعت امامیہ کے متعلق مجالس المومنین مجلس ششم مطبوعہ ایران صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۱ پر لکھا ہے:۔

"بہ تقدیر تسلیم میگوئم انکار وجود محمد بن الحسن العسکری علیہ السلام منافی تشیع شیخ نیست چہ بعضے از طوائف شیعہ حتیٰ جمع از امامیہ قائل بہ دوازدہ امام کہ یکے از ایشاں محمد بن الحسن العسکری است نیستند۔"

پس ان لوگوں اور جماعتوں نے قائم آل محمد کا عقیدہ اسی لئے اختیار نہیں کیا، کہ وہ اس کی بنیاد نہیں سمجھتے تھے۔ اور اس بارہ میں وارد ہونے والی روایات کو موضوعہ خیال کرتے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہدی معہود کا ظہور

پھر اب جبکہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور آفتاب عالمتاب کیطرح پنجاب کے خطہ اور قادیان کی مقدس بستی میں ہو چکا تو اب شیعوں کا امام غائب کے انتظار میں رہنا سراسر غلطی ہے۔

شیعہ اصحاب یاد رکھیں! کہ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر ہو چکے۔ اب کوئی اور مہدی ظاہر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ زمین و آسمان دونوں نے خدا تعالےٰ کی طرف سے شہادت ادا کر دی کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ اور خود حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے ہاتھ پر صدہا آفاقی و انفسی نشان ظہور میں آچکے ہیں۔ لیکن افسوس ہے، انکار کرنے والے ان سے اعراض کرتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔

آپ کے لئے پہلے نوشتوں کے مطابق آسمان پر چاند سورج کے گرہن نے گواہی دی زمین پر طاعون کے ظہور نے گواہی دی صلیب پرستوں کا غلبہ اور عالمگیر جنگیں مطابق احادیث آپ کے زمانہ کی تعیین کر رہی ہیں پس جب آسمان و زمین اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان سب ایک مدعی مہدویت کے وقت اسکی تصدیق کے لئے کھڑے ہیں۔ اور وہ مدعی بآواز بلند بتا چکا ہے کہ یہ سب نشانات میری تائید میں ظاہر ہو رہے ہیں تو پھر ان شہادتوں کے بعد ایک سچے مومن کے لئے کوئی چارہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ آپ کے دعاوی کو قبول کرلے۔

نشانِ گرہن مہدی کے زمانہ میں چاند سورج کے گرہن کے متعلق سنی و شیعہ دونوں کی کتابوں میں روایات موجود ہیں۔ چنانچہ شیعوں میں سے محقق ابن بالویہ قمی اپنی کتاب اکمال الدین میں ایک حدیث لکھتے ہیں:۔

"عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامِ قَالَ اٰیَتَانِ[1] بَیْنَ یَدَیْ هٰذَا الْاَمْرِ خُسُوْفُ الْقَمَرِ وَ کُسُوْفُ الشَّمْسِ لِخُمْسَةَ عَشَرَ لَمْ یَکُنْ مُنْذُ هَبَطَ اٰدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَی الْاَرْضِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ یَسْقُطُ حِسَابُ الْمُنَجِّمِیْنَ۔" (اکمال الدین صفحہ ۳۶۱)۔

---

[1] اس بارے میں دارقطنی کی روایت زیادہ صاف ہے۔ اس میں ماہ رمضان میں مقررہ تاریخیں چاند و سورج کے گرہن کی بتائی گئی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ امام ابو جعفرؓ نے فرمایا ہے کہ اس امر کے پہلے چاند و سورج کے گرہن کے دو نشان ہیں۔ جو دن حجت کے برابر ہیں۔ اور جب سے آدم علیہ السلام اس ملک میں تشریف لائے ہیں تب سے ایسا نہیں ہوا۔ اور اس سے منجموں کا حساب ساقط ہو جائے گا۔

یہ نشان ۱۳۱۱ء ہجری میں پورا ہوا۔ اور ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک کسی مدعی کے لئے یہ نشان ظاہر نہیں ہوا۔

طاعون اور جنگ کا نشان

اسی طرح اکمال الدین میں طاعون کے متعلق یوں روایت آتی ہے۔ "عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ قِيَامُ الْقَائِمِ مَوْتَانِ مَوْتٌ اَحْمَرُ وَ مَوْتٌ اَبْيَضُ حَتّٰى يَذْهَبَ مِنْ كُلِّ سَبْعَةٍ خَمْسَةٌ فَالْمَوْتُ الْاَحْمَرُ السَّيْفُ وَالْمَوْتُ الْاَبْيَضُ الطَّاعُوْنُ۔"

(اکمال الدین ص ۳۶۸)

کہ سلیمان بن خالد نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ کو کہتے سنا کہ امام قائمؑ کے آنے پر دو موتیں ایک سرخ موت اور دوسری سفید موت واقع ہونگی۔ یہانتک کہ ہر سات نفوس سے پانچ آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ موتِ سرخ تلوار ہے اور موتِ سفید طاعون ہے۔

یہ تینوں نشانات حضرت میرزا غلام احمدؑ علیہ السلام کے زمانہ میں ظاہر ہو کر آپکو سچا مہدی ثابت کر رہے ہیں۔

مہدی موعودؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہونیوالے بعض نشانات

علاوہ ازیں خود حضرت مہدی علیہ السلام نے سلطنت روس میں انقلاب کی خبر دی۔ اس کے مطابق زار کی سلطنت جنگِ عظیم میں تباہ و برباد ہو گئی۔ لیکھرام کی چھ سال کے عرصہ میں ہلاکت کی خبر دی۔ اور اسے اسلام اور ہندو دھرم میں نشانِ فارق بنایا۔ یہ خبر بھی میعاد کے اندر پوری ہوئی۔ امریکہ کے مدعی نبوت ڈوئی کی اپنی زندگی میں ہلاکت کی خبر دی۔ چنانچہ وہ ہلاک ہوا اور اس کی ساری حشمت برباد ہوئی۔ ایران و ترکی میں انقلاب کی خبریں دیں جو پوری ہوئیں۔ خدا نے آپکو مسلمانوں کی ایک جماعت دینے کا وعدہ کیا جو پورا ہوا۔ خدا نے فرمایا۔ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دوں گا۔" اب یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ جماعت احمدیہ کے افراد تمام اکناف عالم میں موجود ہیں، اور خدائے واحد کا نام بلند کر رہے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ نے آپکو چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ اور ایک کو انمیں سے مصلح موعود اور آپ کا خلیفہ ثانی قرار دیا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی بھی صفائی سے پوری ہوئی۔ سعداللہ لدھیانوی کے مقطوع النسل اور ابتر ہونے کی خبر دی۔ سعداللہ اور اس کا بیٹا مرگیا اور انکی نسل منقطع ہوگئی پھر موجودہ عالمگیر جنگ کے متعلق اور اس میں طیاروں کے ذریعہ آسمان سے فوجیں اترنے اور زہریلی گیس کے استعمال کئے جانے، اور تمام اہم ممالک کے اس جنگ میں مبتلا ہونے کی پیشگوئی فرمائی۔ جو حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔

کیا یہ اور اس قسم کے صدہا نشانوں کو جو حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تائید میں ظاہر ہوئے کوئی سچا مومن نظر انداز کرسکتا ہے؟ ہاں منکرین کو ان سے اعراض میں کوئی باک نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۝ کہ ایمان نہ لانے والے لوگوں کو نہ ہی دوسرے نشان فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ ڈرانے والے نشان۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کہ خدا تو اپنے غیب پر کسی کو غلبہ نہیں دیتا یعنی کسی کو کثرت سے اخبار غیبیہ پر مطلع نہیں کرتا۔ سوائے اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ پس حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ہاتھ پر جسقدر اخبار غیبیہ کا ظہور ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں کسی کے ہاتھ پر اتنے نشان ظاہر ہونے کی نظیر موجود نہیں۔ کیا یہ نشانات شیعہ اصحاب کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں کہ امام مہدی جس کے ان کے آباء صدیوں سے منتظر چلے آتے تھے وہ ظاہر ہوگیا۔

معیار صداقت از قرآن مجید پھر شیعہ صاحبان اگر قرآن مجید کیطرف رجوع کریں تو اس کی ذیل کی ایک ہی آیت ان کی راہ نمائی کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الحاقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآنی کے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں فرماتا ہے۔

لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ۝ (سورۃ الحاقہ ع ۲)۔

کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر کوئی جھوٹا قول باندھتے، تو ہم انکو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر انکی رگ گردن کاٹ دیتے۔

پس اگر دعویٰ وحی و الہام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ۲۳ سال کا لمبا عرصہ پانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپکی وحی کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل ہے۔ تو کیوں حضرت مہدی معہود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا میں ایسا ہے جو دنیا میں صرف اسباب وعلل کے اختیارات ہی کو تسلیم کرتا ہے۔ اس کے نزدیک جو کچھ ہو رہا ہے وہ انہی ظاہری مادی علل و اسباب کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا مدّ و بدل یا تغیر وغیرہ کا قائل نہیں ہے۔ اس لئے وہ خارق عادت کو ممتنع اور محال یقین کرتا ہے۔ کیونکہ یہ نظام عالم گویا سنتِ الٰہی ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اور وہ اپنے اس دعویٰ پر قرآنی شواہد بھی پیش کرتا ہے کہ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (احزاب)

ایک دوسرا فریق ہے جو خدا تعالیٰ کو نظامِ خاص اور قوانین فطرت کا پابند ٹھیرانا اس کی شان اور قدرت کے منافی خیال کرتا ہے۔ اور وہ یقین رکھتا ہے کہ درمیانی وسائل کے بغیر خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ یہ گروہ بھی اپنی تائید میں فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ اور يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ جیسے قرآنی آیات سے استدلال کرتا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں فریق افراط و تفریط کے دو کناروں پر ہیں۔ اور قرآن کریم کی آیات پر گہرے تدبر اور فکر سے کام نہیں لیتے۔ کیونکہ ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد مقامات پر خدا تعالیٰ نے کائناتِ عالم کی اشیاء کو پیش کر کے اپنے آپکو حکیم بنایا ہے، اور غور و فکر کی نصیحت فرمائی ہے اور اسیکو اپنی ہستی کی دلیل قرار دیا ہے۔ بلکہ کسی چیز کے بے وجہ خالی از مصلحت قرار دینے کو غلط قرار دیا ہے۔ جیسے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا۔ پھر علل بھی بتلائی ہیں۔ کہ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ کہ غور کرنے سے حکمتیں پتہ لگیں گی پھر اشیاء کے منافع بیان فرماتے ہیں جیسے وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ میں ہے غرض خدا کا کلام جابجا علل و اسباب اور حکمت کے امور سے معمور ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح نہیں کہ ہمارے نزدیک جو چیز فوق العادت ہو اسے ہم قوانین قدرت کے خلاف قرار دے کر رد کر دیں۔ کیونکہ ہمارا علم بہت ناقص ہے۔

معجزہ کی حقیقت

دراصل معجزہ کے متعلق جو استبعاد نظر آتا ہے اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ ہمارے گذشتہ مشاہدات اور تجربات کے خلاف ہوتا ہے لیکن اس امر کا فیصلہ ہر شخص آسانی کے ساتھ کر سکتا ہے کہ اس کے گذشتہ تجربات میں غلطی یا نقص واقع ہونے کا احتمال ہے، یا اس میں کسی انقلاب کا آجانا کچھ محال نہیں۔ حکمائے جدید نے حکمائے قدیم کے سینکڑوں تجربات کو باطل کر دیا ہے۔ اور ان دونوں فریقوں میں زمین آسمان کا اختلاف نظر آتا ہے۔ اختراعات جدیدہ نے سینکڑوں اور ہزاروں قدیمی ممتنعات کو ممکن بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقع بنا دیا ہے۔ جب ہمارے گذشتہ تجربات اور تحقیقات کا یہ حال ہے تو آیندہ کی صحت رائے کے متعلق کون ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ پھر زمانہ ماضی کے مشاہدات کو جانے دیں، زمانہ حال کی ایجادات بھی عقل وفہم کو پیچھے چھوڑ جاتی ہیں۔ ہم روزانہ ریڈیو سے آواز آتی سنتے ہیں۔ فون کرتے ہیں تار دیتے ہیں۔ بجلی سے روشنی کرتے ہیں۔ اور اس سے مختلف کام لیتے ہیں۔ مگر عوام کی عقل انکی حقیقت تک پہنچنے سے قاصر ہے۔ جب انسانی اعمال کے متعلق یہ حال ہے کہ ایک شخص کی بنی ہوئی چیز کو دوسرا شخص سمجھنے کی بھی اہلیت اور قابلیت نہیں رکھتا۔ تو کس طرح خدائی امور کی باریک در باریک حکمتوں اور علل و اسباب کے متعلق خودساختہ نظریے جما کر غلط اور صحیح کے فتوے صادر کئے جا سکتے ہیں۔

انسانی عقل کے عجز کا مادی دنیا میں یہ حال ہے کہ حکماء علانیہ طور پر اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ وہ "کیسے" کا جواب دے سکتے ہیں مگر "کیوں" کا جواب انکی بحث سے خارج ہے۔ اور فلاسفروں کا یہ حال ہے کہ وہ فلسفی بھی ایک نظام خیال پر متحد نظر نہیں آتے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے

"فلاسفہ کوئی ایک متحد الخیال جماعت نہیں۔ جس کا علم الٰہیات وطبعیات وغیرہ میں کوئی ایک مذہب ہو۔"

اور جن چیزوں تک انکی رسائی ہوئی ہے وہ بھی اسی حد تک ہے کہ یہ چیز مثلاً اس طرح چل رہی ہے لیکن یہ حقیقت کہ وہ کیوں چل رہی ہے؟ اور یہ کہ اس کے خلاف اگر ہو جائے تو کیا ہوگا؟ یہ ایک معمہ ہے اور ہمیشہ معمہ رہیگا۔

پس یہ کائناتِ عالم صرف اس امر کا نام ہے کہ علل و اسباب، جو ہمارے تجربہ میں آ ہیں محض عادت سے ہم نے اسکو ایک رنگ پر سمجھ لیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ درجہ اسے ظن غالب کا دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اسے یقین کی حد تک پہنچانا سخت نادانی اور کوتاہ فہمی ہے۔

حکم و عدل کی رہنمائی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب چشمہ معرفت میں فرماتے ہیں :- "حکیموں کا پرانا مقولہ مشہور ہے کہ خواص الاشیاء حق ہے۔ ...... خدا کی مخلوق میں اسقدر خواص پائے جاتے ہیں کہ جو کچھ اب تک دریافت ہوا ہے گویا وہ دریاؤں سے ایک قطرہ ہے۔"

پھر رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء میں فرماتے ہیں :-

"بعض نادان شق القمر کے معجزہ پر قانون قدرت کی آڑ میں چھپ کر اعتراض کرتے ہیں لیکن انکو اتنا معلوم نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور قوانین کا احاطہ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اندازہ نہیں کر سکتے۔...... اگر خدا کی ہستی اور بساط یہی ہے کہ اسکی قدرتیں اور طاقتیں ہمارے ہی خیالات اور اندازہ تک محدود ہیں تو پھر دعا کی کیا ضرورت رہی؟.....“

پھر فرماتے ہیں:۔

”ایسی بیوقوفی اور حماقت کرنا کہ خدا کی قدرتوں کو محصور اور محدود کرنا کسی مومن سے نہیں ہو سکتی۔ امام فخرالدین رازی کا یہ قول بہت درست ہے، کہ جو شخص خدا تعالیٰ کو عقل کے پیمانہ سے اندازہ کرنے کا ارادہ کریگا وہ بیوقوف ہے۔..... اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ یہ ظاہری نظام بھی اسی طرح رہے۔ اور ایک خارق عادت امر بھی ظاہر ہو جائے۔“

پھر فرماتے ہیں:۔

”اصل بات یہ ہے کہ یہ اشیاء کے خواص ہیں۔ کون دم مار سکتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے خوارق اور معجزات کا انکار کرنا اور انکار کے لئے جلدی کرنا شتابکاروں اور نادانوں کا کام ہے۔ خدا کی قدرتوں اور عجائبات کو محدود سمجھنا دانشمندی نہیں۔ وہ اپنی ماہیت نہیں جانتا اور سمجھتا۔ اور آسمانی باتوں پر رائے زنی کرتا ہے۔“

اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ:۔

(۱) معجزہ اور خرقِ عادت علت و معلول کی استثنائی شکست کا نام ہے۔

(۲) خرق عادت اور قاعدۂ علت و معلول کی شکست ممکن بلکہ واقعہ ہے۔

(۳) کیونکہ عاداتِ طبعی اور سلسلہ علل و معلول کا علم ہم کو تجربہ سے ہوا ہے۔

(۴) اور تجربہ سے جو علم حاصل ہو اس کی کلیت اور عمومیتِ عقلی کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔

اس لئے اس سے معجزہ کے محال ہونے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

معجزہ کے خواص

اشاعرہ نے اس کے متعلق بعض شرطیں لگائی ہیں کہ (۱) خدا کا فعل ہو۔ (۲) خارق عادت ہو۔ (۳) اسکا معارضہ ناممکن ہو۔ (۴) مدعی نبوت سے ظاہر ہو۔ (۵) دعوے کے موافق ہو۔ (۶) دعویٰ پر مقدم نہ ہو۔

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب سیرت خاتم النبیین میں عقلاً و شرعاً چار باتیں قابل تحقیق بیان فرمائی ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) واقعہ کا وقوع معتبر اور چشم دید شہادت سے پوری طرح ثابت ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ اسمیں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے جو خدا تعالیٰ کی کسی بیان کردہ سنت یا اس کے کسی غیر مشروط وعدے یا کسی مسلمہ صفت کے خلاف ہو۔

(۳) تیسرے یہ کہ وہ اس بات کی علامت سمجھی جا سکے کہ اس کا منبع انسانی دل و دماغ نہیں ہے بلکہ کوئی بالا ہستی ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ اسمیں ایک حد تک اخفاء کا رنگ بھی پایا جاتا ہو۔

اِس آخری قسم کی دو تقسیمیں ہیں :-

اوّل وہ معجزات جو غیر مومنین کی ہدایت کے لئے اور اتمام حجت کی خاطر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ان میں اخفاء کا پردہ زیادہ رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب نصرتِ حق میں فرماتے ہیں :-

"(۱) وہ ایسا کھلا اور بدیہی نہ ہو جو دیکھتے ہی ضروری التسلیم ہو۔

(۲) بلکہ اس سے عقلمند اور راست طبع لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے فراست، دور بینی، باریک نظر، خدا ترسی اور تقویٰ شعاری کی نظر کی ضرورت ہو جیسا کہ مختلف آیات میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ۔

(۳) وہ دنیا کی معمولی باتوں میں سے نہ ہو کہ جس پر ایک کاذب اور بناوٹ سے منصوبہ کرنے والا بھی قادر ہو سکے۔ اس میں خدا کا ہاتھ کام کرتا نظر آئے۔"

پھر فرماتے ہیں :-

"ایمان اس حد تک ایمان کہلاتا ہے کہ ایک بات مِنْ وجہ ظاہر اور مِنْ وجہ پوشیدہ رہے۔ ....." پھر فرماتے ہیں :- "اگر سب کچھ مشاہدہ میں آجائے تو اعمال کا ثواب ملنے کا کوئی حق نہ رہ جائے گا۔ اس وقت کسی بات پر ایمان لانا تحصیل حاصل ہو گا۔"

"دوم وہ معجزات ہیں جو مومنین کو دکھائے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے طبعاً اخفاء کے پردے کم کر دیے جاتے ہیں۔ اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ تا لوگ ایمان اور عرفان کے اعلیٰ مقام کی طرف ترقی کر سکیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض و غایت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب نصرت حق میں فرماتے ہیں :۔

"یاد رہے کہ معجزہ صرف حق اور باطل میں فرق دکھلانے کے لئے اہلِ حق کو دیا جاتا ہے۔ اور معجزہ کی اصل غرض صرف اسقدر ہے کہ عقلمندوں اور منصفوں کے نزدیک سچے اور جھوٹے میں ایک مابہ الامتیاز قائم ہو جائے۔ اور اسی حد تک معجزہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو مابہ الامتیاز قائم کرنے کے لئے کافی ہو۔ اور یہ اندازہ ہر ایک زمانہ کی حاجت کے مناسب حال ہوتا ہے۔"

پھر آگے بیان فرماتے ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ سب کچھ ظاہر د باہر ہو جائے، تو دنیا اور روز قیامت کا فرق مٹ جاتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر حضور فرماتے ہیں :۔

"انبیاء علیہم السلام کو جو معجزات دئے جاتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ انسانی تجارب شناخت نہیں کر سکتے۔ اور جب انسان ان خوارق عادت امور کو دیکھتا ہے تو ایک بار تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے"

تقسیمِ معجزات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء میں معجزات کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"(۱) ایک خوارق تو شق القمر وغیرہ کے علمی رنگ کے ہیں، اور دوسرے حقائق و معارف کے۔ تیسرا طبقہ معجزات کا اخلاقی معجزات ہیں۔ اخلاقی کرامت میں بہت اثر ہوتا ہے۔ فلاسفر لوگ معارف اور حقائق سے تسلی نہیں پا سکتے، مگر اخلاق عظیمہ ان پر گہرا اثر کرتے ہیں۔"

پھر معجزاتِ قرآنیہ کے متعلق خاص طور پر ایک دوسرے مقام پر سرمہ چشم آریہ میں حضور فرماتے ہیں :۔

"معجزات اور خوارق قرآنی چار قسم پر ہیں۔ (۱) معجزاتِ عقلیہ۔ (۲) معجزاتِ علمیہ (۳) معجزات و برکات روحانیہ۔ (۴) معجزات و تصرفاتِ خارجیہ۔ نمبر اول، دو، تین کے معجزات خواص ذاتیہ قرآن شریف میں سے ہیں۔ اور نہایت عالی شان اور بدیہی الثبوت ہیں، جن کو ہر ایک زمانہ میں ہر ایک شخص تازہ بتازہ طور پر چشمدید ماجرا کی طرح دریافت کر سکتا ہے۔ لیکن نمبر چار کے معجزات یعنی تصرفاتِ خارجیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ بیرونی خوارق ہیں جن کو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں۔ انہی میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے۔ اصل خوبی اور حسن و جمال قرآن شریف کا پہلے تینوں قسم کے معجزات سے وابستہ ہے۔"

اس کے بعد چند آیات حضور نے پیش فرمائی ہیں جو معجزات کا رنگ رکھتی ہیں۔ جیسے (۱) فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ۔ (۲) مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ۔ (۳) وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔ معجزاتِ خارجیہ کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔

آیات و دلائل کی دو قسمیں

اوپر کے بیانات سے معلوم ہوا ہے کہ نشانات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری اور مادی۔ دوسرے باطنی اور روحانی۔ مادی اور ظاہری خوارق تو وہ امور ہیں جن کو لوگ عام طور پر معجزے کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں مثلاً عصا کا سانپ بنجانا۔ انگلیوں سے پانی کا چشمہ ابلنا۔ بیمار کو اچھا کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اور باطنی اور روحانی آیات مثلاً مدعی کی صداقت، معصومیت، تزکیہ، تاثیر، تعلیم، ہدایت، ارشاد، فلاح اور تائید وغیرہ ہیں۔ اہل نظر اور حقیقت شناسوں کے لئے یہی باطنی آثار ہی حقیقی نشان ہیں۔ باقی ظاہری نشانیاں صرف سطحی اور ظاہر بین نگاہوں کے لئے ہیں جن کے اندر نور بصیرت کی کمی ہوتی ہے۔

اصل معجزات چونکہ باطنی اور روحانی ہی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس لئے اکثر ایسے معجزات کے طالب معاندین نہیں ہوتے۔ چنانچہ قرآن مجید میں کفار کے معجزے کے مطالبات کو اکثر مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ اور ساتھ انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ مادی معجزات تعصب کی وجہ سے تمہیں اتنا فائدہ نہیں دیں گے۔ بلکہ تمہیں روحانی فیوض و برکات کی طرف رخ کرنا بہتر ہے۔ اس لئے جس جگہ مطالبات کا ذکر ہے وہاں حقیقت کی طرف توجہ کو بھی منعطف کرایا گیا ہے۔ جیسے فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ ۔ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۔ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۔ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ پھر بعض جگہ ان مادی مطالبات کے جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا کیونکہ مادی نشان دراصل حقیقتِ نبوت میں داخل نہیں ہیں کہ ان پر بنیاد رکھدی جائے۔

عقیدہ معجزہ کی اصلاح

عام طور پر لوگوں میں یہ غلط خیال رائج ہے، کہ معجزات نبی یا کسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں!

صرف پچیس ۲۵ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمّل
کتاب البریّہ
آئینہ کمالاتِ اسلام
شہادۃ القرآن
نور القرآن
ملفوظات
مسیح ہندوستان میں

تریاق القلوب
تحفہ گولڑویہ
اربعین ہر چہار حصہ
نسیم دعوت
تذکرۃ الشہادتین
حقیقۃ الوحی
لجۃ النور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

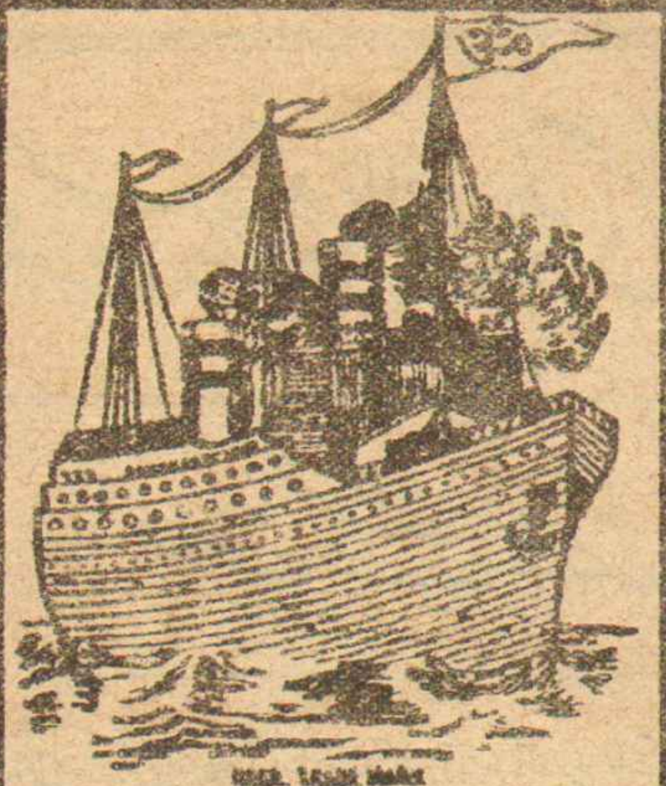

پائیدار۔
پختہ رنگ۔
عمدہ کوالٹی۔
قیمت میں
ارزاں۔

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید۔ پاپلین (رنگین وسفید)
خاکی زین۔ ٹول۔ پگڑی کلاتھ۔ سفید زین و ٹول۔ مکھن زین
نیلی زین۔ کوری زین۔ دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ۔
شیٹنگ کلاتھ۔ ٹیبل کلاتھ۔ نیپکن۔ تولیئے۔ جھاڑن وغیرہ۔

باوا پرڈمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر ۔ برانچیں۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ کوئٹہ